جلد ۶ | ۲۴ ستمبر ۱۹۱۸ء | شنبہ | ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ | نمبر ۲۵

مدینۃ المسیح

حال ہی میں مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے نام جو مطبوعہ خط شائع ہوا ہے اس کا جواب حضور نے بروز جمعہ سنایا اور انشاء اللہ عنقریب چھپکر شائع ہو جائیگا۔

جناب حافظ روشن علی صاحب و مولوی محفوظ الحق صاحب علمی ایک تبلیغی وفد کے ساتھ علاقہ ... میں تشریف لیگئے ہیں۔ اس علاقہ کے احمدی احباب کو اطلاع پہنچاتی ہے کہ وہ اس کا ذکر ... اگلی ... سے مستفیض ہوں۔

موسمی عوارض کی شکایت دن بدن بڑھ رہی ہے خدا تعالیٰ اپنا فضل و کرم کرے۔

کئی دن سے بارش بند ہے جس سے کھیتوں کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ اور گرانی بڑھ رہی ہے۔

شرائط بیعت سلسلہ احمدیہ

اول بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرلیوے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا۔ دوم یہ کہ جھوٹ زنا اور بدنظری اور فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا۔ اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہ ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ سوم یہ کہ بلا ناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا۔ اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روزہ اپنا ورد بنائیگا۔ چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت عسر اور یسر و بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا۔ بہرحالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہیگا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیریگا۔ بلکہ قدم آگے بڑھائیگا۔ ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کریگا۔ اور قال اللہ و قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔ ہفتم یہ کہ

تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا - اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی سے زندگی بسر کرے گا - ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا - اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا -

دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار اطاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا - اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور ناطوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو -

پنڈت لیکھرام کا واقعہ قتل

چونکہ پنڈت لیکھرام کے واقعہ قتل کے متعلق جو مضامین شائع ہو چکے ہیں انھیں بطور ٹریکٹ چھپوا کر شائع کرنے کی تحریک دفتر اخبار کی طرف سے نہیں ہے بلکہ میری اپنی تحریک ہے - اس لئے جو اصحاب اس مد میں کوئی رقم ارسال فرمائیں وہ میرے نام ارسال فرمائیں - کیونکہ دفتر اخبار کا اس تحریک سے کوئی تعلق نہیں ہے -

خاکسار

غلام نبی - ایڈیٹر الفضل قادیان

نظم

اے صبا نکہتِ از کوئے فلانے بمن آر

از جناب ذوالفقار علی خانصاحب رامپوری

میں ہوں اندیشۂ فردا سے بہت زار و نزار ۔۔۔ کر دیا خنجر فرقت نے مجھے سینہ فگار
فرقتِ یار پہ طرہ ہے فراقِ غمخوار ۔۔۔ اے صبا نکہتِ از کوی فلانے بمن آر
زار و بیمار بغم راحتِ جانے بمن آر

ہو سکے عالم ہستی کا کہاں تک ماتم ۔۔۔ صرف گریہ رہے کب تک مری چشم پرنم
پشت میری ہوئی بارِ الم یار سے خم ۔۔۔ در غریبی و فراقِ غم دل پیر شدم
ساغرِ مے زکفِ تازہ جوانے بمن آر

چارہ گر کس لئے درمان دلِ غم آباد ۔۔۔ تیری تشخیص کی نادان غلط ہے بنیاد
تیری محنت بھی اکارت ہو دوا بھی برباد ۔۔۔ قلب بے حاصل ما را بزن اکسیر مراد
یعنی از خاک در دوست نشانے بمن آر

بادۂ عشق محمدؐ سے ہوں میں بیخود و مست ۔۔۔ نہ غم حشر کا کھٹکا نہ مجھے خوف الست
حسنِ محمود نے آخر کو کیا حسن پرست ۔۔۔ در کمینگاہ نظر با دل خویشم جنگ است
ز ابرو و غمزۂ او تیر و کمانے بمن آر

للہ الحمد کیا جس نے یہ ہم پر احسان ۔۔۔ کر دیا حضرت علیؓ کو بھی نور ایمان
ان سے کہہ دے کوئی پیتے رہیں جام عرفان ۔۔۔ منکراں را ہم ازیں مے دو سہ ساغر بچشاں
وگر ایشاں نستانند روانے بمن آر

رنگ ہر روز دکھلاتے ہیں نئے لیل و نہار ۔۔۔ وضع عالم کے نظر آتے ہیں بدڈھب آثار
پھر خدا جانے کہاں تو ہو کہاں ہوں میخوار ۔۔۔ ساقیا عشرت امروز بفردا مگذار
یا ز دیوانِ قضا خطِ امانے بمن آر

غم ہمراز نے رہنے نہ دیا گوشہ جسے ۔۔۔ کر دیا طبع سخن سنج کو افسردہ و پست
نہ رہی ضبط کی طاقت نہ رہے ہوش درست ۔۔۔ دلم از پردہ بشد دوش کہ حافظ میگفت
اے صبا نکہت از کوئے فلانے بمن آر

بقلم ذوالفقار علی خان

اخبار احمدیہ

موضع گوکھووال میں جلسہ

سید طفیل محمد صاحب اطلاع

دیتے ہیں کہ ماہ ستمبر کی ۲۷ - ۲۸ - ۲۹ - تاریخوں کو یہاں احمدیہ جلسہ ہوگا - مولوی غلام رسول صاحب راجیکی حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی - مولوی ابراہیم صاحب بقاپوری علماء وعظ فرمائیں گے - یہ گاؤں سٹیشن بکا آنا کے متصل جانب شرق واقع ہے - قرب و جوار کے احمدی احباب کو چاہیے کہ خود شامل ہوں اور غیر احمدیوں اور غیر مذہب کے لوگوں کو بھی شامل ہونیکی تحریک کریں -

درخواست دعا

راجہ غلام محمد خانصاحب جاگیردار بارہ مولہ کشمیر کیلئے دعا کیجئے -

نماز جنازہ

برادر گوہر علی خانصاحب موضع دہواں ساہی ضلع کنگک فوت ہو گئے ہیں اور مسماۃ راشم بی بی زوجہ چودھری محمد اکبر صاحب جو تھوڑا عرصہ ہوا سلسلہ میں داخل ہوئی تھیں - فوت ہو گئی ہیں - انا للہ وانا الیہ راجعون - احباب جنازہ غائب پڑھیں - کہ اللہ تعالیٰ کے فضل ان کے شامل حال ہوں اور ان کی ہر قسم کی مشکلات دور ہو جائیں - آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۲۴ ستمبر ۱۹۱۸ء

دین کو دنیا پر مقدم کرنیوالی جماعت سے اڑتالیس ہزار روپیہ کا اپیل

حال ہی میں محاسب صاحب صدر انجمن کی طرف سے احمدی جماعت کے نام ایک اپیل شائع ہوا ہے جس میں تفصیل کے ساتھ ضروریات سلسلہ کو بیان کرنے کے بعد اڑتالیس ہزار روپیہ کا فوری مطالبہ کیا گیا ہے اس میں سے ۲۳ ہزار روپیہ تو صدر انجمن کے صیغہ جات کے لئے ہے۔ اور ۱۶ ہزار انجمن ترقی اسلام کے لئے۔ امید ہے کہ احباب کرام نے اس اپیل کو نہایت غور اور فکر سے مطالعہ فرمایا ہوگا۔ اور اس کا عملی جواب دینے کی سعی کر رہے ہونگے۔ چنانچہ بعض مقامات سے اس کے متعلق محاسب صاحب کو اس وقت تک جو خطوط موصول ہوئے ہیں۔ اور جنھیں مطالعہ کرنیکا ہمیں موقعہ ملا ہے۔ وہ بہت تسلی بخش اور قابل اطمینان ہیں۔ لیکن چونکہ ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کا ہر ایک فرد نہایت فراخدلی اور پورے جوش و اخلاص کے ساتھ اس اپیل میں حصہ لے۔ اور اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق دل کھول کر اس میں شامل ہو۔ اس لئے ہم اپنے تمام ناظرین کی آگاہی اور توجہ کے لئے۔ نیز محاسب صاحب کی تائید مزید کے طور پر اس اپیل کا ذکر ذرا تفصیل کے ساتھ کرنا چاہتے ہیں

موجودہ ایام میں جس قدر گرانی اور قحط سالی رونما ہے۔ اور اس میں جو دن بدن ترقی ہو رہی ہے اس پر نظر کرتے ہوئے کہنا پڑتا ہے۔ کہ اگر ہماری جماعت کے چندوں میں روز بروز اسی نسبت سے اضافہ نہ ہوتا رہے۔ جس نسبت سے کہ گرانی بڑھ رہی ہے۔ تو جماعت احمدیہ کے کاروبار میں اخراجات کی وجہ سے مشکلات کا پیدا ہونا ضروری اور لابدی ہے اول تو یوں بھی جماعت احمدیہ کے دن بدن بڑھنے کے باعث اس کے اخراجات میں اضافہ ہونا ضروری ہے۔ لیکن جب گرانی اور قحط سالی کی یہ حالت ہو کہ کسی چیز کی قیمت کو بھی قرار نہ ہو اور روز بروز بڑھ رہی ہو۔ تو پھر کس طرح ممکن ہے۔ کہ پہلی ہی شرح سے چندہ دینے پر مالی مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ ایسی حالت میں دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ صدر انجمن اور ترقی اسلام کے ماتحت جو کام ہو رہا ہے اسے گرانی کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ کم کیا جائے اور دوسری یہ کہ چندوں میں سے اسی رفتار سے اضافہ کیا جائے۔ جس سے کہ گرانی بڑھ رہی ہے ان میں سے پہلی صورت تو ایسی ہے۔ کہ ہمیں امید نہیں کوئی احمدی ایک لمحہ کے لئے بھی یہ گوارا کرسکے کہ صدر انجمن احمدیہ اور انجمن ترقی کے کاروبار میں بجائے اضافہ کے کسی قسم کی کمی کیجائے کیونکہ ان کے ماتحت جو کام ہو رہا ہے۔ اس کی غرض و غایت صراط مستقیم سے بھٹکی ہوئی۔ اور ظلمت کدہ میں پڑی ہوئی دنیا کو اس روشنی کے مینار کی طرف کھینچ کر لانا ہے۔ جسے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ میں موجودہ زمانہ میں قائم کیا ہے۔ اب اگر یہ مقصد پورا ہو گیا ہے۔ اور دنیا میں کہیں گمراہی اور بے دینی نہیں رہی۔ کسی جگہ ضلالت۔ اور جہالت نہیں پائی جاتی۔ تمام لوگ خدا کے سچے بندے اور اس کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی متبع ہو گئے ہیں۔ تو بیشک اپنی کوشش میں کمی کردو۔ اپنے چندوں میں تخفیف کردو۔ اور ترقی اسلام کو اپنے صیغہ جات کے کم کرنیکا مشورہ دیدو۔ لیکن اگر یہ نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو دوسری صورت کو ہی اختیار کرنا چاہیئے۔ جو یہ ہے کہ اپنے ماہوار چندوں میں دن بدن اضافہ اور ترقی کی کوشش کرتے رہنا چاہیئے۔ لیکن افسوس اور صد افسوس کہ ان کے ایسا نہ کرنے کی وجہ سے صدر انجمن اور ترقی اسلام کے متعلقہ کاروبار میں مشکلات پیدا ہو گئی ہیں۔ جن سے مجبور ہو کر محاسب صاحب کو اڑتالیس ہزار روپیہ کے لئے اپیل کرنا پڑا ہے۔ اگر احباب ابتدا ہی سے اپنے ماہوار چندوں میں اضافہ کرتے رہتے۔ اور ضروریات سلسلہ کا خاص خیال رکھتے۔ تو آج نہ تو محاسب صاحب کو اتنی بڑی رقم کا مطالبہ کرنے کی ضرورت پیش آتی۔ اور نہ احباب کو اس کے پورا کرنے کے لئے کسی فکر اور کوشش کی حاجت رہتی۔ اب اگرچہ یہ ایک بڑی رقم ہو گئی ہے۔ اور شاید اس کو پورا کرنا کسی قدر مشکل نظر آتا ہو۔ تاہم ابھی موقعہ ہے کہ اس کی ادائیگی کا انتظام کر لیا جائے ورنہ جوں جوں اس پر وقت گذرتا جائیگا۔ یہ بجائے کم ہونے کے بڑھتی رہیگی۔ اور اس کا فراہم کرنا مشکل سے مشکل تر ہوتا چلا جائیگا۔ پس احباب کو چاہیئے کہ اپنی پوری کوشش اور سعی سے کام لے کر اس رقم کو پورا کردیں تا صدر انجمن اور ترقی اسلام پر سے یہ بوجھ اٹھ جائے۔ اور ان کے کاروبار کو آسانی اور سہولت کیساتھ اطمینان بھی میسر ہو سکے۔

اس رقم کی فراہمی کے لئے محاسب صاحب نے جو دو تجویزیں پیش کی ہیں۔ وہ ہمارے نزدیک بہت مناسب اور ضروری ہیں۔ انھیں زیر عمل لانے سے انشاء اللہ بہت جلدی مطلوبہ رقم جمع ہو سکتی ہے پہلی تجویز تو ترقی اسلام کے متعلق ہے۔ کہ چونکہ اسکی تبلیغ ولایت خدا کے فضل و کرم کے ساتھ دن بدن ترقی پذیر ہے۔ اور اس کے نہایت اعلیٰ اور عمدہ نتائج نکل رہے ہیں۔ اس سے [illegible] کے اخراجات کا بڑھنا بھی لازمی امر ہے۔ [illegible] اس

چندہ ہونا چاہئے۔ جس کی صورت یہ پیش کی گئی ہے کہ ہر جماعت اپنے ماہوار چندوں کے علاوہ اپنے اپنے افراد کی تعداد کے برابر روپیہ اسی مد میں سالانہ دیا کرے۔ اس کے علاوہ یہ ضروری نہیں کہ ہر فرد سے ایک ہی روپیہ لیا جائے۔ بلکہ حسب حیثیت کسی سے کم اور کسی سے زیادہ لیکر مجموعی طور پر اتنی رقم مہیا کی جائے۔ جتنی کہ ہر فرد کے ایک ایک روپیہ دینے کی صورت میں ہو سکتی ہے۔ سارے سال میں اس مد میں صرف ایک روپیہ کے حساب سے دینا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ لیکن "تبلیغ ولایت" کی مد کو اس سے بہت کچھ تقویت پہنچ سکتی ہے۔

دوسری تجویز یہ ہے۔ کہ تمام جماعتیں صرف دسمبر تک اپنے چندے حسب وسعت و گنجائش دونے یا ڈیوڑھے کر دیں۔ یعنی جو صاحب ایک روپیہ ماہوار چندہ دیتے ہیں وہ دسمبر تک دو یا ڈیڑھ روپیہ ماہوار دیں یہ بھی ایک اچھی تجویز ہے۔ لیکن سب سے ضروری اور اہم بات یہ ہے کہ ہر ایک جماعت دہندگان چندہ کے حلقہ کو وسیع کرنے کی طرف خاص توجہ اور کوشش سے کام لے۔ اور ہر ایک اس شخص سے جو اپنے آپ کو جماعت احمدیہ میں منسلک قرار دیتا ہے۔ کچھ نہ کچھ ضرور وصول کرے اس وقت تک چونکہ ایسا نہیں کیا گیا۔ اور ایک بڑے حصہ سے باقاعدہ چندہ وصول نہیں ہوتا۔ اس لئے جہاں اخراجات میں مشکلات پیدا ہو گئی ہیں وہاں بار بار اکثر انہیں احباب کو جھنجھوڑنا پڑتا ہے جو بغیر کسی تحریک کے خود بخود چندہ دینے میں کوتاہی نہیں کرتے۔ یہ نقص اس وقت تک دور نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ ہر ایک انجمن نہ صرف پہلے ممبروں سے باقاعدہ چندہ کی وصولی کا انتظام کرے بلکہ جماعت احمدیہ میں شامل ہونے والے نئے اصحاب کا بھی پتہ لگاتی رہے۔ اس کام میں دفتر محاسب صاحب صدر انجمن کو بھی ان کی مدد کرنا چاہئے۔ جس مقام کے اصحاب بیعت میں داخل ہوں اُن کے نام معہ پورے پتہ کے اس انجمن کو بھیجدینے چاہئیں۔

یہ اور اسی قسم کی اور تجاویز تو انشاء اللہ زیر عمل لائی ہی جائینگی۔ لیکن چونکہ ان کا خاطر خواہ نتیجہ اس قدر جلدی نہیں نکل سکتا۔ جس قدر کہ ضرورت ہے اس لئے احباب کرام کو چاہئے کہ محاسب صاحب کے اپیل پر بہت جلدی توجہ فرماویں۔ اور ماہ دسمبر تک ماہواری چندہ کو دوگنا یا کم از کم ڈیوڑھا کرنے کی جو تجویز پیش کی گئی ہے۔ اس پر عمل کرنا شروع کر دیں۔ خدا تعالےٰ آپکے ساتھ ہو اور آپ کے اموال میں برکت دے۔ تا آپ لوگ بیش از پیش اس کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق پائیں۔

زار کے آخری لمحے

حضرت مرزا صاحب نے موجودہ جنگ عظیم کے متعلق کئی سال پہلے۔ خدا تعالیٰ سے وحی پاکر جو پیشگوئی شائع کی تھی۔ اس میں منجملہ اور باتوں کے جو حرف بحرف پوری ہو رہی ہیں شہنشاہ روس کے متعلق یہ خبر بھی دی گئی تھی۔ کہ اس وقت اس کی حالت زار ہو جائیگی۔ چنانچہ آپ نے فرمایا تھا کہ ع

زار بھی ہوگا تو ہوگا اُس گھڑی باحال زار

خدا کے برگزیدہ کے منہ سے نکلے ہوئے یہ الفاظ جس صفائی اور وضاحت کے ساتھ پورے ہوئے ہیں۔ وہ ساری دنیا نے دیکھ لئے۔ اور زار کی حالت زار کے عبرتناک حالات سُن لئے ہیں۔ اس وقت ہم یہ دکھانے کے لئے کہ زار کی زندگی کے آخری لمحے کیسے دردناک اور روح فرسا گذرے اخبار آفتاب لاہور کا ایک نوٹ درج کرتے ہیں۔ جو یہ ہے۔

"یورپ کی وسیع و عریض سلطنت کا خود مختار فرمانروا زار روس جس بے کسی اور کس مپرسی کے عالم میں عدم آباد کا سفر اختیار کرنے پر مجبور کیا گیا ہے۔ وہ اہل دنیا کے لئے ایک عبرتناک سبق ہے اس جلیل القدر بادشاہ پر خدا کی وسیع سرزمین ایسی تنگ ہوئی۔ کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق سانس تک نہ لے سکا۔ رائٹر ایجنسی نے مختصر الفاظ میں اس کے قتل کی خبر شائع کی تھی۔ اب بعض انگریزی اخبارات میں کسی قدر مفصل کیفیت شائع ہوئی ہے۔ جو حسب ذیل ہے۔

برلن کے اخبار لوکلنسر یجر کا ایک معزز روسی نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ زار صبح کے پانچ بجے جگایا گیا۔ اور اسے ایک دوسرے کمرے میں لیجا کر قتل کا حکم سنایا گیا آخری سانس لینے کے لئے صرف دو گھنٹے کی مہلت دی گئی تھی۔ زار نے اس حکم کو خاموشی کے ساتھ سُنا اور اس کے بعد وہ اپنے کمرہ میں جاکر کرسی پر گر پڑا پھر اس نے ایک پادری کو بلایا۔ اور کچھ عرصہ تک اس سے باتیں کرتا رہا۔ اسی دوران میں اس نے چند خطوط بھی لکھے۔ ۹ بجے کے قریب گارد کا ایک دستہ اسے لینے آیا۔ از راہ امتثال امر زار نے کرسی سے اُٹھنے کی کوشش کی۔ مگر اس کی طاقت زائل ہو چکی تھی۔ لہذا وہ ایک پادری کی مدد سے نیچے اُترا اور اس درجہ نحیف و ناتوان ہو گیا تھا۔ کہ چلتے چلتے زمین پر گر پڑا۔ آخر وہ ایک ستون کے سہارے کھڑا کیا گیا۔ اور اس نے دونوں ہاتھ بلند کئے۔ شاید وہ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اتنے میں چند بندوقیں چلیں اور اس کی لاش خاک و خون میں غلطاں نظر آنے لگی"

ان حالات کو پڑھ کر کیا کسی سمجھدار انسان کو حضرت مرزا صاحب کے ان الفاظ کے پورا ہونے میں شک و شبہ رہ سکتا ہے۔ کہ ع

زار بھی ہوگا تو ہوگا اُس گھڑی باحال زار

اگر نہیں تو پھر آپ کو خدا کا برگزیدہ تسلیم کرنے میں کیا عذر رہجاتا ہے۔ کاش لوگ ضد اور تعصب کو چھوڑ کر غور کریں۔ اور دیکھیں کہ خدا تعالیٰ حضرت مرزا صاحب کی صداقت کے لئے کیسے کیسے عظیم الشان نشان دکھلا رہا ہے۔

مسافر آگرہ کی معقول نویسی

آریہ اخبار مسافر آگرہ ایک عجوبہ روزگار پرچہ ہے۔ جس پر نظر ڈالنے سے اس کے ایڈیٹر صاحب کی معقول پسندی اور معقول نویسی کا دل پر سکہ بیٹھ جاتا ہے شاید ہمارے اکثر ناظرین کو ان کے بے نظیر طریق استدلال اور بے مثال طرز تحریر کے مطالعہ کا موقعہ نہ ملا ہو۔ اور وہ ان کی ہمہ دانی اور قابلیت کا اعتراف کرنے سے قاصر ہوں۔ اس لئے مسافر آگرہ کے تازہ پرچہ سے ذیل میں چند سطور نقل کی جاتی ہیں

ناظرین کرام کو معلوم ہے۔ کہ آجکل آریہ اخبارات ریاست دھولپور کے حکام کے خلاف سخت ناپسندیدہ اور بیہودہ مضامین لکھکر شور و شر مچا رہے ہیں۔ اور خاصکر ریاست کے اعلیٰ حاکم جناب قاضی عزیزالدین صاحب کے متعلق نہایت کمینہ اور ناروا الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔ ان کی اس بیجا حرکت کے خلاف انھیں میں کے اخبار پرکاش نے آواز اٹھاتے ہوئے لکھا کہ

"ہم ریاست کے ایک مسلمان ملازم پر حملہ کرتے ہیں۔ محض اس لئے۔ کہ ہم مہاراجہ صاحب پر سیدھا حملہ نہیں کر سکتے۔ یا ہمارا تعصب ہمیں ایک ہندو راجہ پر حملہ کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔"

اس سچی اور بے لاگ بات کا شائع ہونا تھا۔ کہ آریہ اخبارات "پرکاش" کے سر ہو گئے۔ اور ان میں سے سب سے بڑا حصہ مسافر آگرہ نے لیا۔ جس نے اور تو جو کچھ لکھا۔ لکھا۔ لیکن ایک بات ایسی رقم فرمادی ہے۔ کہ جس کی معقولیت میں ذرا بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ:۔

"چونکہ پچھلے دنوں اکمل نامی جس شخص نے لالہ رادھاکشن کی مانس خوری کے جھگڑے میں "آریہ گزٹ" کے خلاف اور ان کے حق میں قادیانی اخبار الفضل میں مضمون لکھا تھا۔ وہ اکمل بھی قاضی ہی ہے۔ اس لئے ایک قاضی کا ممنون احسان ہوتے ہوئے لالہ رادھاکشن ایڈیٹر پرکاش نے اس کے ہم جنس ایک دوسرے قاضی کی حمایت کر کے اپنی سعادت مندی کا ثبوت دیا ہے۔"

کیا ہی مضبوط اور زبردست استدلال ہے۔ کوئی ہے جو اس کا انکار کر سکے۔ اور ایڈیٹر صاحب مسافر آگرہ کی قوت استدلال کا اعتراف کرنے کے لئے مجبور نہ ہو جائے۔

لیکن اس کے متعلق ہم ایک بات دریافت کرتے ہیں اور وہ یہ کہ کیا وہ اکمل جو قاضی ہے۔ اس نے الفضل میں آریہ گزٹ کے خلاف اور پرکاش کے حق میں کوئی مضمون لکھا بھی ہے یا نہیں۔ جہانتک ہمیں معلوم ہے اکمل صاحب کا اس قسم کا کوئی مضمون ہم نے الفضل میں شائع نہیں کیا۔ اور نہ انھوں نے کوئی لکھا ہے۔ البتہ ایڈیٹر الفضل نے جو کہ قاضی نہیں ہے۔ "آریہ گزٹ کی اخلاقی موت" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا تھا۔ جس میں "آریہ گزٹ" کی اس بیہودگی پر روشنی ڈالی تھی۔ جو اس نے ایڈیٹر صاحب پرکاش کی لڑکی کے متعلق روا رکھی تھی۔ اس سے اگرچہ "مسافر آگرہ" کا تمام وہ تانا بانا جو اس نے "پرکاش" کے خلاف تنا تھا ٹوٹ گیا ہے۔ تاہم ہم سفارش کرینگے۔ کہ ناظرین ایسے معقول نویس اور مدبر ایڈیٹر صاحب کی قابلیت کا ضرور کھلے دل سے اعتراف کریں۔ اور آریہ سماج کو غنیمت سمجھیں کہ اس کی بدولت ایسے ایسے قابل اور لائق اہل قلم پیدا ہو رہے ہیں۔

آریوں نے درثمین کے خلاف کیوں غلط بیانی سے کام لیا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متفرق اردو نظموں کے مجموعہ (درثمین) کے خلاف آریہ اخبارات نے جو ہنگامہ برپا کیا تھا۔ اس کے بانی مبانی لالہ دیوی چند ایم۔ اے تھے۔ جنھوں نے یہ بے پر کی اڑائی تھی۔ کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں آریہ لڑکوں کو "درثمین" جبرًا پڑھائی جاتی ہے۔ اس غلط بیانی اور دھوکہ دہی سے ان کی جو کچھ غرض تھی اسے ہم نے اسی وقت ظاہر کر دیا تھا۔ کہ قادیان میں آریہ سکول کھولنے کے لئے آریوں کو اکساتے کا ڈھنگ نکالا گیا ہے۔ اب اس بات کی "آریہ گزٹ" نے تصدیق کر دی ہے۔ چنانچہ اس نے قادیان میں آریہ سکول کھولنے کے متعلق روپیہ فراہم کرنے کی تحریک کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

"قادیان میں ڈی۔ اے۔ وی سکول جاری کئے جانیکا فیصلہ ہو گیا ہے۔ اور اس غرض کیلئے چندہ موصول ہونا بھی شروع ہو گیا ہے۔ جو آریہ پرش اپنے اپنے شہروں سے چندہ جمع کر کے بھیجنا چاہیں۔ وہ لالہ دیوی چندجی پرنسپل ڈی۔ اے۔ وی۔ ہائی سکول۔ ہوشیارپور کے پتہ پر ارسال کریں۔"

ہمارے خیال میں سکول کھولنے کی کوشش کرنا بری بات نہیں۔ لیکن جس طریق اور جس رنگ سے کی گئی وہ نہایت ہی مذموم اور ناپسندیدہ ہے۔ اور کوئی شریف انسان ایسا نہیں کر سکتا۔ قادیان میں آریہ سکول کھولنے کے متعلق آریوں نے جس رنگ میں ابتدا کی ہے اور جس طریق سے اس کے متعلق تحریک کی گئی ہے اس سے ہم یہ سمجھنے میں بالکل حق بجانب ہیں۔ کہ وہ ہمارے مقابلہ میں ایک مناقشانہ کھڑا کرنا چاہتے ہیں نہ کہ نیک نیتی سے تعلیم کے لئے کوئی انتظام کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ انھوں نے اس کام کی بنیاد ہی غلط بیانی اور دھوکہ دہی پر رکھی ہے۔ اور ہمارے خلاف خواہ مخواہ آریوں کو اشتعال دیا ہے۔ اگر ان کی نیت اچھی ہوتی۔ تو وہ کبھی ایسا نہ کرتے۔ ایسی حالت میں ہم افسران محکمہ تعلیم کو توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ کہ سوچ سمجھ کر آریوں کی کسی درخواست پر غور کریں۔ تاکہ ان کی وجہ سے کوئی فتنہ نہ پیدا ہو۔

خطبہ جمعہ

مومن وہ ہے جو علیٰ وجہ البصیرۃ ایمان رکھتا ہو

از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی
فرمودہ ۶ ستمبر ۱۹۱۸ء

قل هٰذه سبيلي ادعوا الى الله على بصيرة انا ومن اتبعني وسبحٰن الله وما انا من المشركين (۱۲-۱۰۸)

بہت لوگ نہیں جانتے کہ وہ کسی مذہب کے کیوں قائل ہیں۔

بہت سے لوگ دنیا میں ایک بات کے ماننے کے دعویدار ہوتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے ان کے پاس اس کے حق ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ہوتا۔ انسان کو دوسری مخلوق پر فضیلت حاصل ہے۔ کہ اسے خدا تعالےٰ نے امتیاز کی طاقت دی ہے۔ یعنی بری اور اچھی چیز میں سے جو اچھی چیز ہو اس کو بری سے الگ کرکے اس پر عمل کرے۔ مگر جانوروں میں یہ بات نہیں رکھی گئی۔ وہ جس حالت میں ابتدا میں تھے اسی میں چلے آتے ہیں۔ تاہم انسان میں یہ طاقت ہونے کے باوجود کم لوگ اس کو استعمال کرتے ہیں۔ اور بہت ہیں جو کسی امر کو سچا مانتے ہیں۔ لیکن اگر ان سے دریافت کریں۔ تو وہ بیان نہیں کر سکینگے۔ کہ وہ کیوں اس عقیدہ کے قائل ہیں۔ اگر تمام دنیا کی مردم شماری کی جائے۔ تو ایک کروڑ میں سے ۹۹ لاکھ ایسے ہونگے۔ جو آبائی مذہب پر قائم ہوں گے۔ بلکہ اس سے بھی زائد اور بہت سے ایسے ہوں گے جو اپنے مزعوم دین کے لئے جان بھی دیدیں گے۔ مگر اس کے سچے ہونے کی دلیل ان کے پاس کوئی نہیں ہوگی کیونکہ وہ جو کسی مذہب کے قائل ہیں۔ تو اس لئے نہیں۔ کہ انھوں نے تحقیق کرکے اسے قبول کیا ہو بلکہ اس لئے کہ ان کے ماں باپ اس مذہب کے قائل تھے۔ پچھلے دنوں جو بہار میں فساد ہوا۔ اگر ان ہندوؤں سے جاکر پوچھا جائے۔ کہ مسلمانوں کے خلاف ان کا جوش و خروش کیوں تھا۔ اور کیوں ان کو دکھ دیا گیا۔ تو میں یقین کرتا ہوں کہ وہ اس کی سوائے اس کے کوئی وجہ نہیں بتا سکیں گے۔ کہ وہ لوگ ہندو نہ تھے۔ لیکن اگر ان سے پوچھا جائے کہ ہندو مذہب کیا ہے۔ اور تم کیوں ہندو کہلاتے ہو۔ تو یہی کہیں گے۔ کہ یہ بات تو ہمارے پنڈتوں سے جاکر دریافت کرو۔ اور اگر پنڈتوں سے دریافت کیا جائے۔ تو ان میں سے بھی بہت سے ایسے نکلینگے۔ کہ جو کہینگے بھی تو یہی کہ ہمارا مذہب قدیمی اور پرانا مذہب ہے۔ اس لئے سچا ہے۔ تو وہ ایسے دلائل دیں گے۔ جو درحقیقت دلائل نہیں ہونگے بلکہ دلائل نما دعاوی ہونگے۔ یہی حال دیگر مذاہب کا ہے۔

ایک پادری سے تثلیث پر گفتگو

ایک دفعہ مجھے ایک پادری سے ملاقات کا اتفاق ہوا وہ ۵۳ سال سے عیسائیت کی تبلیغ کر رہا تھا اور بہت سے لوگ اس کے ذریعہ عیسائی ہو چکے تھے وہ ایک جگہ اشتہار تقسیم کر رہا تھا۔ میں نے ایک دوست کو اس کے پاس بھیجا۔ کہ اس سے دریافت کرو۔ کہ وہ کس وقت ملاقات کر سکتا ہے۔ اس پر اس نے اپنے مکان کا پتہ دیا۔ اور وقت بھی مقرر کر دیا۔ مقررہ وقت پر میں اس کے پاس گیا اور تثلیث پر گفتگو شروع ہوئی۔

میں نے اس سے دریافت کیا کہ آپ لوگ جس تثلیث کے قائل ہیں۔ اس کے متعلق مجھے یہ بتلائیے۔ کہ کس رنگ میں قائل ہیں۔ آیا خدا کے تین صفات ہیں۔ یا تین حیثیتیں ہیں۔ یا تین الگ الگ وجود ہیں۔ اس نے کہا۔ کہ جو لوگ خدا کی تین صفات یا تین حیثیتوں کے قائل ہیں۔ وہ درحقیقت مذہب کے قائل نہیں۔ بلکہ مذہب کو بگاڑتے ہیں۔ مذہبی گروہ تین وجودوں کا قائل ہے۔

میں نے کہا جب تین وجود ہیں تو وہ تینوں مکمل ہیں۔ یا تینوں مل کر ایک وجود ہوتے ہیں۔ اس نے جواب دیا نہیں تینوں مکمل ہیں۔ میں نے پوچھا کہ جب وہ تینوں مکمل ہیں۔ تو کیا تینوں ملکر کام کرتے ہیں۔ یا الگ الگ اگر ایک کام کرتا ہے۔ تو باقی دو بیکار بیٹھے رہتے ہیں۔ اس نے کہا اب خدا نے اپنے بیٹے کے سپرد اس کام کو کر دیا ہے۔ میں نے کہا کہ اگر باپ نے بیٹے کے سپرد کر دیا ہے۔ تو گویا اب وہ خود بیکار ہو گیا ہے اس پر اس نے کہا نہیں تینوں مل کر کام کرتے ہیں۔ اور تینوں مکمل بھی ہیں۔ اس کی میز پر ایک قلم پڑا تھا۔ میں نے اسے اٹھا لیا۔ اور پوچھا کہ اگر تین شخص مل کر اس قلم کو اٹھائیں تو آپ انھیں کیا کہینگے۔ اس نے کہا کہ میں انھیں بیوقوف کہونگا۔ میں نے کہا اچھا جب تینوں خدا مکمل ہیں۔ اور تینوں میں سے ہر ایک اس دنیا کے نظام کو قائم رکھنے کی طاقت رکھتا ہے۔ تو کیا وجہ کہ تینوں ملکر اس کام کو کر رہے ہیں۔ جسے اکیلا اکیلا کر سکتا ہے۔ اس سے تو ماننا پڑیگا۔ کہ تینوں لغو کام کرتے ہیں۔ اور اگر ان میں سے ایک کرتا ہے۔ تو پھر دو کو بیکار اور بے سود ماننا پڑیگا۔

کفارہ پر گفتگو

اس نے آخر میں کہا کہ بات اصل میں یہ ہے۔ کہ تثلیث کا مسئلہ ایسا مسئلہ ہے۔ کہ جب تک انجیل پر ایمان نہ ہو سمجھ میں نہیں آسکتا۔ میں نے کہا کہ انجیل کا ماننا تو اس پر موقوف ہے۔ کہ انجیل کا مسئلہ سمجھ میں آجائے اور تثلیث کا مسئلہ سمجھنا اس پر موقوف ہے۔ کہ انجیل کو پہلے مان لیا جائے۔ پس نتیجہ یہ ہوا کہ نہ مسئلہ تثلیث سمجھ میں آسکتا ہے۔ نہ انجیل پر ایمان لایا جا سکتا ہے۔ اس نے کہا کہ تثلیث کے مسئلہ پر عیسائی مذہب کی بنیاد نہیں۔ بلکہ کفارہ پر ہے۔ آپ کسی دوسرے وقت مجھ سے اس پر گفتگو کر لیں۔ میں نے اس پر خوب

غور کیا ہوا ہے۔ اور اس کی تائید میں بہترین دلائل مہیا کئے ہوئے ہیں۔

میں دوسرے دن اس کے پاس گیا اور کفارہ کے متعلق دریافت کیا کہ مسیح جو انسانوں کے گناہوں کا کفارہ ہوا۔ تو وہ کس حیثیت سے ہوا ہے آیا خدا ہونے کی حیثیت سے۔ یا انسان ہونے کی حیثیت سے۔ اس نے کہا انسان ہونے کی حیثیت میں کفارہ ہوا ہے۔ کیونکہ جب تک انسان کی جنس نہ ہوتا۔ وہ ان کے لئے کیسے کفارہ ہو سکتا تھا۔ اس پر اس نے ایک لمبی تقریر کی۔ اور کہا کہ چونکہ آدم نے گناہ کیا۔ اس لئے اس کے بیٹے بھی گناہگار ہیں۔ اور گناہ سے کسی صورت میں بچ نہیں سکتے۔ اس لئے خدا نے اپنے بیٹے کو جو گناہوں سے پاک ہے بھیجا۔ تا ان کی خاطر سولی چڑھے۔ اور ان کے گناہ معاف ہوں یعنی انسانوں کے لئے کفارہ ہو گیا۔ میں نے اس کو کہا کہ اگر گرم اور ٹھنڈے پانی کو ملا دیا جائے تو پانی گرم زیادہ ہوگا یا ٹھنڈا۔ اس نے کہا گرم کی گرمی اور سرد کی سردی دور ہو کر درمیانی حالت پیدا ہو جائیگی۔ اس کے بعد میں نے پوچھا کہ شیطان کی غرض آدم کو بہکانا تھا یا حوا کو۔ اس نے کہا آدم کو۔ میں نے کہا اس نے اس غرض کے لئے کیا ذریعہ اختیار کیا۔ اس نے کہا شیطان نے اول حوا کو بہکایا اور اس کے ذریعہ آدم کو گناہ گار بنایا۔ میں نے پوچھا براہ راست کیوں نہ اس نے آدم کو گناہ کی طرف متوجہ کیا اس نے کہا کہ چونکہ آدم حوا کی نسبت قوی تھا۔ اس لئے وہ اس کے پھندے میں نہیں آ سکتا تھا۔ اور حوا کمزور تھی اس لئے اس نے اسکو پہلے بہکایا۔ اور پھر اس کے ذریعہ آدم کو بہکایا۔ میں نے کہا اب آپ فرمایئے کہ آیا وہ انسان جو آدم اور حوا کے میل سے پیدا ہوں وہ شیطان کے مقابلہ میں قوی ہونگے۔ یا وہ جن میں صرف حوا کا اثر ہو۔ ظاہر ہے۔ کہ آدم اور حوا کے میل کے بچے بعض حوا کے بچے سے قوی ہونگے۔ پس آپ کیسے کہتے ہیں کہ حوا کا بچہ آدم اور حوا کے بچوں کی رستگاری کا ذریعہ ہو سکتا ہے اس پر اس نے کہا کیا مٹی میں سے سونا نہیں پیدا ہو جاتا۔ میں نے کہا درست ہے۔ اسی لئے تو کہتے ہیں کہ آدم کی اولاد ساری گنہگار نہیں ہو سکتی اس نے کہا نہیں نہیں سونے میں سے سونا پیدا ہوتا ہے۔ میں نے کہا پھر حوا جسے شیطان نے آدم کو ورغلانے کا ذریعہ بنایا صرف اس کی اولاد پاک نہیں ہو سکتی۔ اس کے متعلق اور بھی بہت گفتگو ہوئی۔ آخر میں کھڑا ہو گیا۔ اور کبھی اپنی عینک کو صاف کرتا کبھی اسے لگا لیتا کبھی اُتار دیتا۔ اور بڑا حواس باختہ سا ہو کر کہنے لگا کہ بات اصل میں یہ ہے۔ کہ میں کفارہ کا اس لئے قائل ہوں کہ عیسائیوں کے گھر میں پیدا ہوا ہوں ورنہ میں اس کو کچھ نہیں سکتا۔ اور نہ اس کی صداقت کے دلائل رکھتا ہوں۔ دیکھو پہلے شاید بحث کرتے وقت تو اس نے کہا تھا کفارہ پر گفتگو کیجئے میں اس کے متعلق نہایت زبردست دلائل رکھتا ہوں۔ لیکن جب اس پر گفتگو ہوئی تو کہدیا کہ میں اس لئے اس کا قائل ہوں کہ عیسائیوں کے گھر میں پیدا ہوا ہوں۔

اسی طرح ایک اور عیسائی سے گفتگو ہوئی۔ وہ عیسائیوں کے کالج کا پرنسپل تھا۔ وہ جب لاجواب ہو گیا۔ تو کہنے لگا اصل بات یہ ہے۔ کہ سوال تو بیوقوف بھی کر سکتا ہے۔ جواب کا دینے والا عقلمند ہونا چاہئیے میں نے کہا، تو آپ کو عقلمند سمجھ کر ہی آیا تھا۔ اچھا اگر آپ جواب نہیں دے سکے تو نہ سہی۔

لوگوں کے عیسائی ہونے کی وجہ

تو بہت لوگ ہیں جو کسی صداقت سے اس کو کوئی [illegible] نہیں رکھتے۔ آجکل جو عیسائی ہو جاتے ہیں۔ اس کی یہ وجہ نہیں۔ کہ عیسائی مذہب کی صداقت کے ان کے پاس زبردست دلائل ہوتے ہیں۔ بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اگر ہم عیسائی ہو گئے۔ تو نوکریوں میں آسانیاں ہونگی۔ تعلیم میں سہولتیں پیدا ہو جائینگی۔ یا کسی قسم کے اور فوائد حاصل ہونگے بہت ہی قلیل لوگ ہوتے ہیں۔ جو دلائل کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ باطل مذہب دنیا میں قائم ہیں۔ اندھیرے میں کوئی شخص اپنی مکروہ اور گھناؤنی چیز کو بھی خوبصورت کہہ سکتا ہے۔ لیکن روشنی میں جو چیز خوبصورت ثابت ہو وہی خوبصورت ہوتی ہے۔

قرآن شریف دلائل پر زور دیتا ہے

قرآن شریف نے اس بات پر بہت زور دیا ہے۔ کہ جو بات مانو دلیل سے مانو۔ اور مومن وہی ہے۔ جو دلائل اپنے پاس رکھتا ہے یہ سچی بات ہے۔ کہ ہر شخص ہر بات کے دلائل اور براہین کا ماہر نہیں ہو سکتا۔ لیکن ان مسائل کا یا دلائل سمجھنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔ جنکا تعلق عقائد سے ہے۔ مثلاً ہستی باری تعالیٰ وجود ملائکہ قضا و قدر نبوت قیامت نبیوں کی صداقت ان سب مسائل کے دلائل معلوم ہونے چاہئیں۔ اگر سب دلائل معلوم نہ ہوں تو نہ ہوں۔ اور یہ کوئی ضروری بھی نہیں۔ کہ سارے ہی دلائل معلوم ہوں اگر تفصیلات معلوم نہیں تو اجمالی طور پر ہی سہی۔ لیکن ایک حد تک معلوم ہونا ضروری ہے۔ یوں تو بہت سے ایسے دلائل ہیں۔ جو آج ہمیں معلوم ہیں۔ لیکن تیرہویں صدی والوں کو معلوم نہ تھے۔ اور بہت ہیں جو تیرہویں والوں کو معلوم تھے اور بارھویں صدی والوں کو معلوم نہ تھے۔ یا مثلاً بہت سی پیشگوئیاں تھیں جو آج پوری ہو گئیں صحابہ کے وقت ان کا پتہ بھی نہ تھا۔ تو ان پیشگوئیوں کے معلوم نہ ہونے سے یہ نہیں تھا کہ صحابہ کے ایمانوں میں خدانخواستہ کوئی کمزوری تھی نہیں۔ بلکہ ان کے ایمان بہت مضبوط تھے۔ بات یہ ہے کہ سارے دلائل جو کسی بات کی صداقت کے ہوتے ہیں معلوم

ہونے ضروری نہیں ہوتے۔ لیکن اطمینان قلب اور دلی تسلی کے لئے جہاں تک ہو سکے۔ اسکے دلائل معلوم کرنا نہایت ضروری ہیں۔

ضروری مسائل

دلائل دو قسم کے ہیں۔ ایک تو مشاہدہ کے ہوتے ہیں۔ اور دوسرے عقلی یا نقلی۔ مثلاً ایک شخص کو خدا کا اتنا قرب حاصل ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے جلال کے ساتھ اسپر جلوہ فرما کر اپنی وحی و کلام سے مشرف فرماتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے خدا تعالیٰ کا وجود مشاہدہ کے رنگ میں آجاتا ہے۔ لیکن جن کو مشاہدہ کا مقام میسر نہ ہو ان کو دلائل عقلی و نقلی جس قدر ہو سکیں معلوم ہونے چاہئیں۔ ہماری جماعت کے لوگوں کا فرض ہے کہ اسلام کے متعلق جس قدر ضروری مسائل ہیں اور جنپر اس کی بنیاد ہے۔ ان کو معلوم کریں۔ نیز وہ مسائل جن کا تعلق سلسلہ سے ہے۔ یعنی وفات مسیح۔ صداقت مسیح موعود ہے۔ ختم نبوت ہے۔ بعثت انبیاء وغیرہ ان سب کے دلائل ہر ایک احمدی کو ایک حد تک آنے چاہئیں۔

مومن کون ہے

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نبی کریم کو فرماتا ہے۔

قل ھٰذہٖ سبیلی ادعوا الی اللّٰہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی کہدے کہ یہ میری راہ ہے۔ میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں اور میرے متبع علی وجہ البصیرۃ اس پر قائم ہیں۔ اس آیت میں صاف طور پر مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین وہی لوگ ہو سکتے ہیں۔ جو بصیرت کے ساتھ اسلام پر قائم ہوں۔ یعنی وہ دلائل جن سے بصیرت حاصل ہوتی ہے۔ خواہ عقلی ہوں خواہ مشاہدہ کے طرز پر بہرحال انہیں معلوم ہونے چاہئیں کیونکہ قرآن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین انہیں کو قرار دیتا ہے۔ جن کو بصیرت ہو جس کے دوسرے رنگ میں یہ معنے ہوئے۔ کہ جس کو بصیرت حاصل نہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع نہیں۔

یہ بھی یاد رہے۔ کہ بصیرت کے لئے ضروری نہیں کہ تمام تفصیلات بھی معلوم ہوں۔ بلکہ بصیرت اس کو کہتے ہیں۔ کہ ایک حد تک علم ہو مگر پورے طور پر علم ہو تو وہ تو بہت ہی اچھی چیز ہے ورنہ اتنا معلوم ہونا ضروری ہے۔ کہ جو حدیث پیش ہے تو اس کے ہونے ہونے کے دلائل کیا ہیں۔ اور جن مسائل کا اس سے تعلق ہے۔ ان کی سچائی کے کیا دلائل ہیں۔

اگر بصیرت حاصل ہو جائے۔ تو ایمان کی لذت حاصل ہو جاتی ہے۔ اور وہ لوگ جو جھٹ پٹ ذرا بھی بدظنی پر ٹھوکر کھا لیتے ہیں ہلاکت سے بچ جاتے ہیں عالم وہی نہیں ہوتا جس کو سارے علوم معلوم ہوں بلکہ عالم وہ ہوتا ہے جس کو دلائل بھی معلوم ہوں جس نے وہ مسائل بتا دیئے ہیں۔ کہ جن کے دلائل کا معلوم ہونا ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص ان کے دلائل نہیں جانتا۔ تو اس کی حالت خطرہ سے خالی نہیں ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی مسئلہ کو اس لئے مانتا ہے۔ کہ میں اس کا قائل ہوں۔ تو وہ سخت غلطی کرتا ہے۔ کیونکہ وہ جس پر اپنے عقیدہ کی بنیاد رکھتا ہے۔ اس کی زندگی کا کیا اعتبار ہے۔

پس عقیدہ کی بنیاد کسی انسان پر نہیں ہونی چاہئے۔ بلکہ صحیح اور سچے دلائل پر ہونی چاہئے۔ بھیڑ چال اچھی چیز نہیں۔ کہ فلاں چونکہ اس مسئلہ کا قائل ہے۔ تو ہم بھی اسے مانتے ہیں۔

بھیڑوں کے متعلق مشہور ہے۔ کہ اگر رستے میں ایک رسی باندھ کر اس پر سے دو تین بھیڑوں کو گذاریں۔ اور پھر اسے ہٹا لیں۔ تو باقی بھیڑیں یونہی اس مقام سے کود کر گذرینگی۔

تو ایسا ایمان کوئی ایمان نہیں ہوتا۔ جو کسی کی وجہ سے ہو۔ اور جس کے متعلق اپنے پاس دلائل نہ ہوں۔ ایسا شخص ابتلاؤں سے نہیں بچ سکتا۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے۔ اور بصیرت دے تاکہ ہمارے متعلق بھی وہی کہا جائے۔ جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے متعلق کہا گیا ہے۔ کہ وہ اسلام پر علی وجہ البصیرۃ قائم تھے۔

انجمن ترقی اسلام کے مبلغین کی تبلیغی کوششیں

برہمن بڑیہ

بنگال سے جناب مولانا عبد الواحد صاحب احمدی اطلاع دیتے ہیں۔ کہ مولوی ظل الرحمن صاحب کو ضلع مرشد آباد و مولوی طبیب اللہ صاحب احمدی کے یہاں تبلیغی کام پر روانہ کیا گیا۔

کپورتھلہ میں عیسائیوں سے مباحثہ

شیخ عبد الحق صاحب اور عبد الحق عیسائی کا مباحثہ الوہیت مسیح پر ہوا۔ پادری نے نہایت ذلت کے ساتھ شکست کھائی۔ مباحثہ کا اثر بہت اچھا رہا۔ تمام غیر احمدی حضرات بھی بہت خوش ہوئے۔ جناب مولوی ابراہیم صاحب نے بھی تقریر فرمائی۔ اس مباحثہ میں ہمارے لئے ایک فتح عظیم حاصل ہوئی۔ اور حاضرین جلسہ کے سامنے جن کی تعداد تین چار سو کی ہوگی۔ جن میں مسلمان ہندو سکھ سبھی تھے عیسائیوں کو چیلنج دیا گیا۔ اگر وہ عقیدہ تثلیث کو انجیل سے ثابت کر دیں۔ تو انہیں ابھی ایک ... روپیہ نذر کیا جائیگا جس کے جواب میں عیسائی مبہوت و حیران ہو گئے۔ الحمد للہ اس مباحثہ کا اثر بہت اچھا رہا۔ مخالفین بلکہ سلسلہ احمدیہ سے نفرت رکھنے والے بھی مداح ہیں۔

تبلیغی دورہ

مولوی عبد الصمد صاحب مبلغ نے یکم اگست سے آخر ماہ تک بٹھنڈہ۔ سنگت منڈی۔ کوٹلی جاو۔ رائیکے۔ جبتی۔ حلقہ سنگت کلاں۔ ضلع انبالہ۔ پٹیالہ۔ سنگرور۔ نابھہ۔ ضلع کرنال محمود پور۔ عثمان پور۔ سامانہ۔ شہر۔ رائپور۔ الہ دو سلم کھرا گاگا۔ دھوری۔ برناکر۔ بھمیکے وغیرہ مقامات پر

مومنوں[32] میں آتشِ فتنہ جلانا تھا ضرور
بعض ان اصحاب نے[33] جو ساکن اخدود ہیں
ابتلا[34] سے مومنوں کا کچھ بھی بگڑا نہیں
آگ میں پڑ کر وہ خوشبو دینے والے عود ہیں
جو مخالف[35] تھے بڑے سب مٹ گئے ان کے نشاں
صفحۂ ہستی سے ان کے نقش اب مفقود ہیں
سعدی[36] و ڈوئی[37] - بگٹ[38] و چراغ[39] و آتھم[40] ہیں کہاں
خاک میں سب مل گئے اور خاک کے تودے ہیں
فتنہ گر[41] اعدا جو اب ہیں ان کو بھی تم دیکھنا
چند سالوں میں جہاں سے ہونے یہ نابود ہیں
یہ دُرر جو نظم میں منظوم یوسف نے کئے
یہ ہماری وحی اور تحریر میں موجود ہیں

---

[32] سورۃ اصحاب الاخدود۔ آثار مبارکہ جلد اول ص ۵۰۔ بشیر احمد کی آمین کا شعر ۶۷ تا ۶۹ [34] البشریٰ جلد دوم الہامات ص۳۳ [33] قرآن کریم اور واقعات مشہودہ۔ [35] واقعات مشہودہ اور حقیقۃ الوحی [36] سعد اللہ نومسلم عرف سعدی لدھیانوی [37] ڈاکٹر جان الگزنڈر ڈوئی آف امریکہ [38] سٹر بگٹ مدعی مسیحیت [39] مولوی چراغدین ساکن جموں۔ [40] پادری عبداللہ آتھم امرتسری۔ [41] البشریٰ جلد دوم الہام نمبر ۵۴۶ و ۵۹۴

ضرورت رشتہ

(۱) ایک مخلص دوست قوم اعوان سکنہ علاقہ چنیوٹ

(۲) ایک نوجوان قوم راجپوت سکنہ ہوشیارپور صاحب حیثیت۔ ہر دو کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ ہر دو اصحاب لڑکی والوں کی مدد کے لئے بھی تیار ہیں۔

خط و کتابت بنام حضرت خلیفۃ المسیح ہو

ساتکروڑ مسلمانوں کا قائمقام صوفی

مطرب مے کی حدیث
معما کی کشائش

ذیل میں قاضی اکمل صاحب نے خواجہ حسن نظامی کی ایک پُراسرار سرگذشت پر روشنی ڈالی ہے۔ لیکن افسوس روشنی اس قدر مدہم ہے کہ شاید ہی کسی کو اس کے ذریعہ تقدس مآب خواجہ صاحب کے اصلی خدوخال نظر آ سکیں۔ شاید یہ سطور اکمل صاحب نے خواجہ صاحب کے اس دعوے کے ابطال کے لئے لکھی ہیں۔ کہ "جو مرثیہ اس حالت باطنی کا میں نے لکھا۔ اس کا سمجھنے والا بھی اس زمین پر سوائے ایک کے دوسرا نظر نہیں آتا" اب اگر خواجہ صاحب نے اعتراف کر لیا کہ دوسرا چھوڑ تیسرا بھی نظر آگیا ہے۔ تو خیر ورنہ ہم اکمل صاحب سے گذارش کرینگے کہ وہ برقی رو کے بٹن کو اس قدر زور سے دبائیں کہ اس سات کروڑ مسلمانوں کی قائم مقامی کا دم بھرنے والے خواجہ کا چہرہ ہر ایک آسانی سے دیکھ سکے (اڈیٹر)

۲۴ اپریل ۱۹۱۸ء کے خطیب میں حسن نظامی ہاں وہی حسن نظامی جسے ملکوت السموات والارض میں یہاں تک دخل کا دعویٰ ہے۔ کہ ایک گھنٹے کے اندر اندر وہ اپنے حریف کی جان قبض کر سکتا ہے اور جس نے مشائخ عالم کی اصلاح کے لئے ایک حلقہ قائم کر رکھا ہے۔ اس صوفی صفا کیش نے اپنی سرگذشت لکھی ہے۔ جو رشحات خواجہ کے عنوان سے صفحہ ۱۳ پر چھپی ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل فقرات ملاحظہ ہوں۔

ان گیارہ منٹ کے بعد تانگہ مجھکو اس کے گھر سے آیا اور اپنے کرایہ کے گیارہ آنے مانگے ...... ایک چالیس برس کے ایک بھاری بھرکم آدمی کو جیسی بے پروائی مناسب تھی آس پاس کے آدمیوں پر میں نے اس کو ظاہر کیا۔ گو پیشانی کے پسینے اور ہاتھ پاؤں کی خنکی کا میرے پاس علاج نہ تھا...... کچھ سکون معلوم بھی ہونے لگا تھا۔ مگر قسمت درپے آزار تھی بے زبان کے منہ سے بے اختیار نکلا ریل کی روانگی میں صرف گیارہ منٹ باقی ہیں۔ یہ سن کر خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھے تازہ اور پیارے گیارہ منٹ کا خیال آیا..... خیال نے آج کے جذب نواز ۱۱ منٹ کو کئی دفعہ اچھی اچھی اُمیدوں کی شان میں پیش کیا۔ مگر ان کے مہندسے میں جبر نہیں کیا نہ ختم ہونے والی مصیبت تھی۔

یہ اور اس قسم کے الفاظ پڑھ کر معلوم نہیں کتنے متصوفین سر دھننے لگے ہونگے۔ اور اسے حقیقت کی کوئی رمز سمجھ کر کیا کیا تشریحیں کی ہونگی۔ لیکن ایک حقیقت آگاہ نے جسے حسن نظامی نے خود ہی "سالک طریقت" کا خطاب دیا ہے۔ نقاب اُلٹ دیا۔ اور دیکھنے والوں نے دیکھا۔ کہ وہ جسے عروس جاں نواز بتایا جاتا تھا ایک کٹی چڑیل ہے۔ پردہ دری کے بعد پردہ داری کی بہت کوشش کی گئی لیکن اس کے متعلق ہر ایک کوشش ناکام رہی۔ جس طرح وہ ناکام آرزو حسرت نصیب جو کسی کے انتظار میں پورے سو منٹ بیٹھا رہے آخر جب وہ آئے اور ابھی جی بھر کر دیکھنے بھی نہ پائے تو یہ سنایا جائے۔ کہ صاحب! گاڑی جانے میں گیارہ منٹ باقی ہیں۔ اُٹھئے چلئے۔

مندرجہ بالا داستان عشق یا حسن نظامی کی خود حیثی کی وضاحت ۷۔ مئی کے خطیب میں یوں ہوئی ہے

میرے پیارے برادر طریقت! آپ جانتے ہو کہ ہرمان سراپردہ جمال میں ایک ایسی

ہستی بھی موجود ہے۔ جو گو بظاہر ساز شکستہ کی طرح خاموش ناکارہ و بے مصرف نظر آتی ہے۔ لیکن "تا منت بجنے کے ساتھ راگ کو بوجھ لیا کرتی ہے۔ اسی مضمون کے پہلے کالم کے ستائیسویں اور اٹھائیسویں۔ اور دوسرے کالم کی تیئسویں اور چوبیسویں سطروں نے حقیقت حال کو آئینہ کر دیا۔

اب ناظرین الفضل مشتاق ہونگے۔ کہ ان سطروں میں کیا لکھا ہے۔ جن سے حقیقت حال آئینہ ہوتی ہے ملاحظہ ہو

اس میخانہ میں ..... جہاں میں نے گیارہ منٹ تک لگاتار ایک نہیں دو جام مسلسل پیئے تھے پیتے وقت مجھے اس کی تمیز نہ ہوئی تھی۔ یا یوں کہنا چاہیئے۔ کہ امتیاز نہ تھا کہ **آنکھوں کے گلاس** جو مجھکو یہ بادہ پلاتے ہیں۔ اس قدر پینے کے بعد بھی خالی نہ ہوئے۔ اور ویسے ہی چھلکتے رہے یہی کرامت ان کی نہ تھی اس سے بڑھ کر یہ اعجاز ان میں تھا کہ وہ دونوں آڑے تھے جھکے ہوئے تھے۔ اور اپنے اندر کی شراب سے ایسے مست تھے۔ کہ بار بار کبھی سر کے بل آگے کے رُخ گرتے تھے۔ کبھی پیٹھ کے بل پیچھے کی جانب جھک جاتے تھے۔ مگر شراب کی ایک بوند ادھر اُدھر نہ گرتی تھی۔

یہ تو ہے پہلے کالم کی ستائیسویں اٹھائیسویں سطر اور اس کا سیاق و سباق

اب تئیسویں چوبیسویں سطر دوسرے کالم کی بھی پڑھ لیجیئے۔

ان گیارہ منٹ کے بعد جو پنجاب کے ایک بڑے شہر میں گذر رہے تھے اور جن میں پیر میکدہ کی حضوری میں ایک مغبچہ نے میری بجھی ہوئی آگ کو کرید کر چمکا دیا۔ اور میری سوکھی ہوئی زبان کو جلوہ بھر شراب محبت سے سیراب کیا تھا۔

میں سمجھتا ہوں کہ اب میرے دوست گیارہ منٹ والی نشہ باز نشہ نواز۔ نشہ ساز۔ نشہ گداز خون آشام آنکھیں کے گروند کا محل وقوع سمجھ گئے ہونگے۔ اور سات کروڑ مسلمانوں کے قائم مقام کئی نوابوں راجوں اور کروڑ پتیوں کے مرشد و مولا کی نماز شوق کا قبلہ توجہ پہچان گئے ہونگے۔ ؎

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز
ورنہ در محفل اکمل خبرے نیست کہ نیست

ناظرین کرام! یہ ہیں وہ منازل سلوک جنہیں خواجہ بابا سلمانوں کا پیشوا اپنے مریدوں کو طے کراتا ہے اور یہ ہے وہ روحانیت جس سے معمور ہو کر اللہ والوں کو مباہلہ کا چیلنج دیا گیا۔ اگر تقدس مآب سر حلقہ مشائخ کا سراپا دکھلانے میں کچھ کسر باقی ہے۔ تو میں گدائے میکدہ کی منت کرونگا۔ جو کسی امتیاز بخشی کے صلہ میں خم کے خم لنڈھا چکا ہے۔ اور یہانتک ہمدم و ہمساز ہونے کا مدعی کہ سرّ و اخفیٰ کے لطائف کے رنگ بھی اسی کی فیض صحبت سے نظر آتے ہیں کہ وہ اس بادہ گلرنگ کے دو چار گھونٹ زمین انکشاف پر گرا دے اور پھول میں کھٹکنے والے خار کا پتہ دے

حقیقۃ الرؤیا
یعنی
خواب کی حقیقت

کونسا احمدی ہے جسے کبھی نہ کبھی کوئی خواب نہ آئی ہو اور وہ اس کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے بیتاب نہ ہوا ہو۔ اگر کوئی نہیں تو پھر ہر ایک کا فرض ہے کہ حقیقۃ الرؤیا کے نام سے حضرت **خلیفۃ المسیح** ثانی ایدہ اللہ کی جو کتاب حال میں شائع ہوئی ہے اسے منگوا کر پڑھیں اور جب کوئی خواب آئے۔ تو اس کی حقیقت معلوم کر لیا کریں۔ یہ کتاب بہت عمدہ لکھائی چھپائی کے ساتھ اعلیٰ درجہ کے سفید کاغذ پر شائع ہوئی ہے حجم سوا سو صفحہ قیمت ۱۰/ آنے
لینے کا پتہ دفتر ایڈیٹر الفضل قادیان۔

ہنگامۂ یورپ

وسیع محاذ پر ترقی۔ لنڈن ۱۸ ستمبر رائٹر کو معلوم ہوا ہے۔ کہ آج صبح کا برطانی حملہ پندرہ میل کے محاذ پر کیا گیا ہم اوسطاً تین میل تک آگے بڑھ گئے اور تین ہزار قیدی اور کچھ توپیں ہمارے ہاتھ آئیں

بلقان میں اتحادیوں نے ۲۰ میل کے محاذ پر دس میل تک پیشقدمی کی اور دریائے سرنا تک پہنچ گئے پچاس سے زیادہ توپیں ان کے ہاتھ آئیں۔

غنیم کی شدید مقاومت لنڈن ۱۸ ستمبر رائٹر کا نامہ نگار برطانی مستقر سے آج شام کو حسب ذیل تار دیتا ہے سینٹ کوئنٹین کے قریب آج کی جنگ میں غنیم نہایت جانبازی سے لڑا۔

لنڈن ۹ ستمبر۔ فرانس کے نامہ نگار اس امر پر زور دیتے رہے ہیں۔ کہ غنیم کی مقاومت شدت اختیار کر رہی ہے۔ جس کی وجہ سے کل برطانی سپاہ کو خاص طور پر جد و جہد کرنی پڑی۔ جرمن توپخانہ کی آتشباری غیر معمولی طور پر زبردست ہے۔ نہایت تیزی سے گولے پھینکنے والی طویل ضرب کی توپیں جن سے جرمن کام لے رہے ہیں اس قدر آتشباری کرتی ہیں۔ کہ وسیع رقبہ میں آتشیں پردہ قائم ہو جاتا ہے۔

اومسک میں جدید حکومت لنڈن ۱۷ ستمبر۔ ولاڈی واسٹک اطلاع پہنچی ہے۔ کہ اومسک میں زبردست نیابتی حکومت قائم کی گئی ہے۔ وسطی اور مغربی سائبیریا اب بولشویک اسیران جنگ کے خطرے سے پاک ہو گیا ہے۔ اور نسبتاً امن و سکون پایا جاتا ہے۔

شدید حملے روک دیئے گئے۔ لنڈن۔ ۱۹ ستمبر سہ پہر برطانیہ کی سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ غنیم نے کل سہ پہر کو کئی توپوں سے جنگی محاذ کے شمالی حصے میں شدید گولہ باری شروع کی۔ جس سے ہماری لائن کی تمام ڈویژنوں کے ساتھ ٹیلیفون کا سلسلہ بہت جلد منقطع ہو گیا۔ گارڈز فوج اور نمبر ۳ اور سینتیسویں ڈویژنوں نے تمام موقعوں پر غنیم کو عظیم

نقصان کے ساتھ پسپا کر دیا۔

پیٹروگریڈ میں قتل عام ۔ لنڈن ۱۹ ستمبر پیرس ۔ پیٹروگراڈ کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ غیر جانبدار سفیروں اور آسٹریا و جرمنی کے نمایندوں کے زبردست احتجاج کے باوجود قتل عام کی کارروائی جاری ہے۔ چنانچہ اب تک پیٹروگراڈ کے دو ہزار باشندے قتل ہو چکے ہیں۔

بورڈنگ سٹیمر کی غرقابی لنڈن ۱۹ ستمبر ادارت بحری نے اعلان کیا ہے۔ کہ ۱۲ ستمبر کو ایک جرمن آبدوز کشتی نے برطانیہ کے ایک مسلح بورڈنگ سٹیمر کو تارپیڈو سے غرق کر دیا۔ ۸ افسر اور پچاس آدمی جس میں تجارتی عملہ کے ۲۵ آدمی شامل ہیں مفقود الخبر ہیں۔

سوت کاتنے والوں کی سٹرائک لنڈن ۱۷ ستمبر لنکا شائر کے سوت کاتنے والوں نے مال کی تیاری پر بندش عائد ہو جانے کی وجہ سے تلافی نقصان کیلئے جس سٹرائک کی دھمکی دے رکھی تھی وہ شروع ہو گئی ہے

ہندوستان کی خبریں

اپیل میں سزا بڑھ گئی ۔ چند روز قبل عدالت جوڈیشل لکھنؤ میں ایک فوجداری مقدمہ کا اپیل پیش ہوا تھا جو نرپت نامی ایک چمار کو اقدام قتل پر ۷ سال قید سخت کی سزا ملنے کے برخلاف دائر کیا گیا تھا۔ صاحب جوڈیشل کمشنر نے وکیل ملزم کی بحث سننے کے بعد اپیل کو نہ صرف خارج کر دیا بلکہ بے دردانہ جرم کے لئے ۷ سال قید کی سزا کو ناکافی سمجھا۔ اور اس میں تین سال کا اضافہ کر دیا۔

مدراس کے فساد کا خاتمہ دو تین روز سے شہر کے کسی حصے میں بے چینی یا بد امنی کے آثار نظر نہیں آتے۔ گو شہر کے مختلف حصوں سے فوج ہٹا لی گئی ہے۔ لیکن ہندوستانی سپیشل کانسٹبلوں کی بھرتی سے باقاعدہ اضافہ کیا جا رہا ہے۔ ڈیفنس فورس کے ہندوستانی ارکان کو بھی سپیشل کانسٹبلوں کے طور پر بھرتی کیا جا رہا ہے۔

علیگڈھ کالج کا ہندوستانی سٹاف علیگڈہ کالج کے ہندوستانی عملہ کے پانچ ارکان نے جن میں سے چار بشمول ڈاکٹر ضیاء الدین یورپین گریڈ میں ہیں۔ آنریری سکرٹری کو نوٹس دیکر اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ موجودہ صورت حالات کی وجہ سے ہماری پوزیشن نہایت نازک ہو گئی ہے۔ نیز انھوں نے فوری تدارک نہ کئے جانے کی صورت میں مستعفی ہونے کا ارادہ ظاہر کیا ہے

ایڈیٹران جمہور و ملت کا اخراج کلکتہ سے کلکتہ کی ایک تازہ اطلاع سے پایا جاتا ہے۔ کہ قاضی عبدالغفار صاحب ایڈیٹر جمہور و مولوی ابو القاسم رفیق دلاوری ایڈیٹر ملت کو بھی زیر قانون تحفظ ہند کلکتہ سے اخراج کے احکام دیئے گئے

سیلون کے نئے گورنر سر ویم تیننگ صاحب براہ